# نعت
## (3)

دردِ دل کیا کہیں رستہ میں پڑا ملتا ہے
حق کے محبوب سے نسبت ہو تو آملتا ہے

میں وہ سائل ہوں تجھے مانگ رہا ہوں تجھ سے
دیکھنا ہے مرے مولاؐ مجھے کیا ملتا ہے

دل کا کیا حال ہو حاصل جو حضوری ہوجائے
اُس کی فرقت میں تڑپنے سے مزا ملتا ہے

طور تک موسیٰؑ عمراں کی رسائی تھی فقط
عرش سے اس کی بلندی کا پتا ملتا ہے

کچھ خبر بھی ہے تجھے نان و نمک کے سائل
اُس کے کوچہ میں گدائی سے خدا ملتا ہے

اپنے امکان تصور کو دعا دیتا ہوں
جب مرا سر قدم پاک سے جاملتا ہے

کس میں دم ہے جو کرے حسنِ عمل کی توصیف
نام سے سلسلۂ صلِّ علیٰ ملتا ہے

یہ جزا کم ہے کہ دیدارِ نبیؐ ہوگا نصیب
کس کو یہ فکر ہے کیا روزِ جزا ملتا ہے

ہٹ دھرم ہیں جو سمجھتے نہیں منزل اس کی
سب کو قرآن میں لو لاک لما ملتا ہے
اُس کے دَر سے ہمیں کیا کچھ نہ ملے گا اے دوست
غیر کو حوصلۂ صبرو رضا ملتا ہے
نجم مداحِ پیمبرؐ کی بلندی کو نہ پوچھ
خاک پر بیٹھے تو سر عرش سے جا ملتا ہے

# نعت

## (4)

محمدؐ پر خدا کی شانِ وحدت ناز کرتی ہے
خداوندی شریعت در شریعت ناز کرتی ہے

فرشتے کیا ہیں نبیوں کی ارادت ناز کرتی ہے
نبوت کیا ہے تکمیلِ نبوت ناز کرتی ہے

زہے بارِ امانت خود امانت ناز کرتی ہے
ملک ہیں محوِ حیرت آدمیت ناز کرتی ہے

میں سمجھا آدمی کا احسنِ تقویم ہو جانا
یہی صورت ہے جس پر حق کی صنعت ناز کرتی ہے

تری بے چینیاں برحق مگر آگے بڑھوں کیوں کر
ابھی اے حرفِ آخر اولیت ناز کرتی ہے

شعورِ ترجمانی پر ہے یا مفہومِ قدرت پر
نہ پوچھو کس پہ قرآں کی فصاحت ناز کرتی ہے

جہادِ صبر کا موقف ہو یا ہو جنگ کا میداں
بہر صورت بہر پہلو شجاعت ناز کرتی ہے

حکومت اس نے کی پہلو بچا کر کبریائی کے
اسی نظمِ حکومت پر حکومت ناز کرتی ہے

وہ اک توحید کا ساغر وہ کثرت پینے والوں کی
دو عالم مست ہیں ساقی کی ہمت ناز کرتی ہے

خدا کے آخری پیغامبر اے حجتِ اوّل
تجھی پر ظاہر و باطن ہدایت ناز کرتی ہے

غرورِ آلِ ہاشم ہے تری شانِ یتیمی بھی
ابھی تک جس یتیمی پر جلالت ناز کرتی ہے
تجھے اک دشتِ غربت کا مسافر کردیا جس نے
ازل کی صبح سے وہ شامِ ہجرت ناز کرتی ہے
ترے اسلاف سے اخلاف سے آگے نہیں کوئی
جہاں تک نسلِ آدم کی شرافت ناز کرتی ہے
بھٹک کر رہ گئے رستہ میں سقراطی و بقراطی
تری چوکھٹ پہ سجدے کرکے حکمت ناز کرتی ہے
وہاں سے ابتدا ہے تیرے انوارِ نبوت کی
جہاں پیغمبروں کی قدر و قیمت ناز کرتی ہے
تیرے اُسوہ نے کی اخلاق کی تکمیل دنیا میں
اسی معراج پر انساں کی عظمت ناز کرتی ہے
مکمل ہوگئی تنظیمِ قدرت تیرے آنے سے
جہاں میں تیرے آنے کی مہورت ناز کرتی ہے
میں اپنے شعر لے کر نجم اس منزل میں کیا جاؤں
جہاں قران کی ایک ایک آیت ناز کرتی ہے

○

# نعت

## (5)

چمکا جو عرب دیش کی قسمت کا ستارا
کرتار نے آکاش سے اِک نور اُتارا

مکہ میں رسالت کی بچھائی گئی مسند
پیدا ہوئے ہاشم کے گھرانے میں محمدؐ

اِس طرح دُلہن بھی کوئی دیکھی نہ سنورتی
مکھڑے کی پڑی چھوٹ تو جگمگ ہوئی دھرتی

کیا جانیے کس بھیس میں کس روپ میں آیا
سنتے ہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں سایا

چھ سال میں ماں باپ جو پرلوک سدھارے
بچپن سے لڑکپن ہوا دادا کے سہارے

جب سر سے اُٹھا آپ کے دادا کا بھی سایا
اِک اور پریمی نے کلیجے سے لگایا

بچوں سے زیادہ یہ بھتیجے پہ فدا تھے
پالا ابو طالبؓ نے جو حضرت کے چچا تھے

چھوٹے ہی سے سِن میں تھیں سمجھ بوجھ کی باتیں
کٹتے تھے بڑے سوچ میں دن ہوں کہ ہوں راتیں

دایہ کی طرح سب کی نگاہوں میں بھلا تھا
یہ چار برس گھر میں حلیمہ کی پلا تھا

سُندر تھا جو ہر کام تو ہر بات تھی بالا
دایہ کو یہ اچرج تھا کہ بچہ ہے نرالا

بے وقت نہ کھایا کبھی، بے وقت نہ سویا
مچلا نہ کبھی دودھ کے کارن نہ وہ رویا

اِس چاند میں آنکھوں نے کوئی کھوٹ نہ پائی
جو من کی صفائی تھی، وہی تن کی صفائی

بھولے سے کبھی اپنی بڑائی نہ جتائی
بیٹوں کو حلیمہ کے سمجھتا رہا بھائی

باتیں نہ گھمنڈی کبھی ہردے میں سمائیں
یوں ساتھ دیا اُن کا کہ بھیڑیں بھی چرائیں

بچوں کی طرح اُس نے کوئی کھیل نہ کھیلا
اُس کے لیے دنیا میں تماشہ تھا نہ میلا

گاہک تھا وہ ہر آن غریبوں کی خوشی کا
سنسار میں دُکھ دیکھ نہ سکتا تھا کسی کا

بیتا وہ لڑکپن کا سمے آئی جوانی
انسان کے جیون کی گھڑی سب سے سُہانی

نردوش تھی جو پھول کی چندن کی طرح سے
جو پاک رہی صبح کے دامن کی طرح سے

ستونت تھا ایسا جسے دُشمن نے بھی مانا
صادق اُسے بچپن سے ہی کہتا تھا زمانا

نیکی نے بچایا تھا جوانوں کے جھگڑوں سے
وہ دور ہی رہتا تھا بُرائی سے بُروں سے

نربل کو بھی سکھ ہو، اِسی اُلجھن میں پڑا تھا
ودھوا سے کیا بیاہ کہ پُن اِس میں بڑا تھا

سَرپنچ بنا قوم کا جھگڑا بھی چُکایا
دھرتی کو بڑی سخت لڑائی سے بچایا
اَن جَل کے لیے کرنا ہی پڑتا ہے یہ کنتھا
بیوپار بزرگوں کی طرح اُس کا چلن تھا
اُبھری ہوئی تھی ہاتھ میں ایمان کی ریکھا
بیوپار میں ایسا کوئی دھرمی نہیں دیکھا
کچھ دن میں نئی پیار کی صورت نظر آئی
پیدا ہوا اِک سب سے بڑا اُس کا فِدائی
اِک تاروں بھری رات نے آنچل جو سمیٹا
چوتھا ابو طالبؑ کو ملا چاند سا بیٹا
کعبہ میں ہُوا جس کا جنم یہ وہ بلی ہے
اللہ کے گھر میں ہُوا پیدا کہ علیؑ ہے
گھر اُس کا چلن اُس کا وہی ذات وہی ہے
جو بات محمدؐ کی ہے ہر بات وہی ہے
جنتا کی بھلائی میں بہت رنج سہے ہیں
ہر کام میں اُن دونوں کے دل ایک رہے ہیں
جن باتوں میں تھی کھوٹ بہت اُن سے پرے تھے
بھولے سے نہ کی مورتی پوجا وہ کھرے تھے
دِل جس سے ملے ایسا نہ تھا میل کسی سے
لاکھوں میں محمدؐ کو محبت تھی علیؑ سے
جی لگتا تھا بستی سے الگ شہر سے باہر
استھان بنا رکھا تھا اِک غار کے اندر
جو قوم تھی وہ پاپ کے چکر میں پڑی تھی
انساں ہے کُرستے پہ یہ فکر اس کو بڑی تھی
کیا کشٹھ کی بھرمار ہے اپرادھ کا ریلا
بیٹھا وہ یہی سوچتا رہتا تھا اکیلا
کرتا تھا ہر اک اپنے قبیلے کی بڑائی
بے بات بھی ہوجاتی تھی آپس میں لڑائی
بدلہ کا لگا روگ تو کم ہی نہیں ہوتا
دادا کی جگہ لڑنے کو تیار ہے پوتا
آنند یہودی ہے جو بینہ سود کا برسے
عیسائی ہیں بھٹکے ہوئے عیسیٰ کی ڈگر سے
کچھ لوگ اسے اپنی سمجھتے ہیں جو ہیٹی
دھرتی میں دبا دیتے ہیں پیدا ہو جو بیٹی
انسان نے انساں کا بنایا ہے یہ کیا حال
ہے جانوروں سے بھی غلاموں کا بُرا حال
کس اَور ہے سنسار کا بہتا ہوا دھارا
نیکی سے ہوسمبندھ تو مشکل ہے گزارا
کرتے ہی نہیں فرق بُرے اور بھلے میں
اوقات گزرتی ہے شراب اور جوئے میں
کب تک یہی انیائے کا بیوپار رہے گا
کب تک یہ اَدَھا دُھند سما چار رہے گا
دن رات غریبی ہے امیری کا نوالا
آنکھیں ہیں مگر کوئی نہیں دیکھنے والا
اِک روز اِسی دھیان میں اوڑھے ہوئے چادر
چُپ چاپ وہ لیٹا ہوا تھا غار کے اندر

دنیا کو بدلنے کا چلن سوچ رہا تھا
انسان کی مکتی کے جتن سوچ رہا تھا

جیسے کبھی گرمی میں بڑی پیاس لگی ہو
سامان نہ ہو کوئی، مگر آس لگی ہو

دُہرا ہی رہا تھا یہ کہانی ابھی مَن میں
پیدا ہوا اک بھاؤ نیا من کی لگن میں

جیسے کوئی جاگے ہوئے کو اور جگادے
لو جیسے کوئی پیار کے دیپک کی بڑھا دے

اِس آن میں جبریلؑ فرشتے کی زبانی
دھرتی پہ سُنی اُس نے یہ آکاش کی بانی

اے کملی میں لپٹے ہوئے اُٹھ ذکرِ خدا کر
دُنیا کو جگا دین کا پیغام سُنا کر

سب اُس کے سنگھاسن ہیں وہ پربت ہو کہ رائی
بندوں کو بتا پالنے والے کی بڑائی

گھر اپنے چلا سُن وہ کے یہ کام کی آواز
ہَر اُور سے پیدا ہوئی پرنام کی آواز

اِک ایک نے ترلوک دھنی کہہ کے پکار
جنگل نے پہاڑوں نے نبیؐ کہہ کے پکارا

○

# نعت

## (6)

گروہِ انبیاؑ کے سیّدو سردار کیا کہنا ۔۔۔ رئیس کاروانِ عالمِ انوار کیا کہنا
دو عالم پر ہے قبضہ احمدؐ مختار کیا کہنا ۔۔۔ ترا قرآن کیا کہنا تری تلوار کیا کہنا
وہی ہے صحنِ مسجد اور وہی قصرِ حکومت ہے ۔۔۔ خدائے پاک کے گھر میں ترا دربار کیا کہنا
شبِ اسریٰ کی محفل تھی نیاز و ناز کی محفل ۔۔۔ وہ آدھی رات اور وہ عالمِ بیدار کیا کہنا
تجھے دیکھا جن آنکھوں نے محبت کی نگاہوں سے ۔۔۔ وہ آنکھیں اے زہے قسمت ترا دیدار کیا کہنا
جہاں میں سب سے پہلے تو پیامِ امن لایا تھا ۔۔۔ مساوات و محبت کے علم بردار کیا کہنا
تجھے دولت حکومت عیش سب دیتی رہی دنیا ۔۔۔ مگر دنیا میں باقی ہے ترا انکار کیا کہنا
ترا ہر اک عمل صلِ علیٰ حسنِ عمل ٹھہرا ۔۔۔ حدیثِ دوست کہلائی تری گفتار کیا کہنا
چراغِ عقل روشن تیری انگلی کے اشارے سے ۔۔۔ ترے انفاس کی خوشبو سے ہے گلزار کیا کہنا
مصاحب تیرے پیغمبرؑ فرشتے لشکری تیرے ۔۔۔ سپہ سالارِ اعظم حیدرِؓ کرار کیا کہنا
ذبیح اللہ شامل تیرے اسلافِ مقدس میں ۔۔۔ شہیدِ کربلا ہے تیرا ورثہ دار کیا کہنا
مجھے بھی ان گرفتاروں میں لکھ لے کاتبِ قدرت ۔۔۔ پیمبرؑ ہیں اسیرِ گیسوئے خم دار کیا کہنا

فضائے عرش میں اے تجمؔ رہتا ہے دماغ اپنا
فرازِ عرش سے اترے ہیں یہ اشعار کیا کہنا

○

# نعت

## (7)

جان ہے تیری امانت، دل برائے مصطفیٰؐ
مجھ میں میرا کچھ نہیں ہے اے خدائے مصطفیٰؐ

فکرِ جنت چھوڑ اے نا آشنائے مصطفیٰؐ
جنتِ عارف ہے احساسِ ولائے مصطفیٰؐ

اتباعِ مصطفیٰؐ کر اے گدائے مصطفیٰؐ
بھیک مانگے سے نہیں ملتی رضائے مصطفیٰؐ

یہ زمیں کے ساکنوں کی پستیِ تخئیل ہے
عرش تک سمجھی ہے دنیا منتہائے مصطفیٰؐ

کون مرسل یوں ہُوا راہِ خدا میں گام زن
ہر مصیبت کی روش پر مسکرائے مصطفیٰؐ

دونوں عالم کے خزانوں پر تصرف تھا مگر
تحفۂ دردِ محبت لے کے آئے مصطفیٰؐ

مرحبا اے ریگزارِ یثرب و بطحا تجھے
تیرے بوسے اور دامانِ قبائے مصطفیٰؐ

شرع کا ہر مسئلہ ہے علم و حکمت کو قبول
فطرتِ انسانیت ہے ہم نوائے مصطفیٰؐ

اے اسیرِ فکر تفسیرِ دو عالم ہم سے پوچھ
نقشِ سجدہ ایک ہے اک نقشِ پائے مصطفیٰؐ

صبح نے آکر جو اُلٹا شامِ ہجرت کا نقاب
مرتضیٰؓ تھے سبز چادر میں بجائے مصطفیٰؐ

چار پشتوں سے مجھے حاصل ہے یہ عزو شرف
نجمِ فطرت ہے مری مدح و ثنائے مصطفیٰؐ

○

# نعت

## (8)

کلمہ گو کیوں کر نہ ہوں شیدائے آلِ مصطفیٰؐ
کوئی بد قسمت ہی چاہے گا ملالِ مصطفیٰؐ
اللہ اللہ منزلِ بذل و نوالِ مصطفیٰؐ
خالِ رُخسارِ شریعت ہے بلالِ مصطفیٰؐ
کاتبِ قدرت مری جمعیتِ خاطر تو کر
لکھ دے میرے نام پر آشفتہ حالِ مصطفیٰؐ
اس کا ہر مخلص مسلماں سر سے پاتک ہے کمال
کس کا منہ ہے جو کرے ذکرِ کمالِ مصطفیٰؐ
بدر سے تا نہرواں چمکی ہے تیغِ حیدریؑ
فتنہ گر دُنیا نے دیکھا ہے جلالِ مصطفیٰؐ
حشر تک فکر آفریں ہے ذہنِ انساں کے لیے
عترت و قرآں متاعِ لا زوالِ مصطفیٰؐ
عارفوں کے دیدہ و دل کو جو نسبت ہو تو ہو
سب کی قسمت میں کہاں خواب و خیالِ مصطفیٰؐ
رحمتِ عالم خلافِ امن جاسکتا نہیں
تھی دفاعی جنگ ہر جنگ و جدالِ مصطفیٰؐ
صورت وسیرت میں ہیں زہراؑ کے دونوں لاڈلے
ہم جمالِ مصطفیٰؐ و ہم خیالِ مصطفیٰؐ
خود لبِ قدرت نے فرمایا مشقت کم کرو
درجۂ محبوبیت پر تھا یہ حالِ مصطفیٰؐ
میرے آباء کا شرف ہے، میری فطرت کا خمیر
نجم صدیوں سے ہے فخرِ مدحِ آلِ مصطفیٰؐ

# نعت

## (9)

محمدؐ کائناتِ دو جہاں میں کار فرما ہے
خدا کے دستِ قدرت میں ارادا ہی ارادہ ہے
ظہور اس کا نہ تھا جب تک اندھیرا ہی اندھیرا تھا
ظہور اس کا ہوا جب سے اُجالا ہی اُجالا ہے
مکمل کردیا انساں کا دستورِ حیات اس نے
رسولؐ آخری ہے حرف آخر لے کے آیا ہے
بتایا اُس نے دولت کے مقابل دردِ دل لاکر
غرورِ زندگی کیا ہے شعورِ زندگی کیا ہے
خدا میں اور محمدؐ میں ہے ربطِ معنوی ایسا
تشہد میں بھی بندہ اس کو کہتے دل لرزتا ہے
قدِ زیبا پہ خلعت حُسن کا کیا راست آیا ہے
قبا محبوبیت کی ہے رسالت کا سراپا ہے
خبر کیا تجھ کو تعلیمِ محمدؐ مصطفاؐ کیا ہے
بہ حسن احتیاط ایک امتزاجِ دین و دنیا ہے
اخوت کی بنا ڈالی اُسی نے بزمِ ہستی میں
کسے معلوم تھا انسانیت کا کیا تقاضا ہے
شبِ اسریٰ حجابِ قدس اور قوسین کی منزل
یہ تعبیرات میں ساری حقیقت کی خبر کیا ہے
وہ شمعِ طور کی تنویر کیا خاطر میں لائیں گے
جن آنکھوں نے قدِ آدم خدا کا نور دیکھا ہے

نظر مصروفِ غور و فکر تیور انقلابی ہیں
نئے عنوان سے پیشِ نظر دنیا کا نقشا ہے
کوئی خامی نظر آئی نہیں دستور میں اس کے
بہت دیکھا حکومت نے بہت حکمت نے سمجھا ہے
کسی کو فکر امانت کی نہیں صبح و شبِ ہجرت
امانت دار ایسا دشمنوں کو بھی بھروسا ہے
خدا رکھے محبت اس کی یاد اُس کی خیال اُس کا
عبادت ہے یہی جس میں دلِ مومن دھڑکتا ہے
بشر ہونا ہے تیرا مشتبہ خیرالبشر ہے وہ
اسیرِ سہو و نسیاں تو اُسے اپنا سا سمجھا ہے

○

# نعت

## (10)

کیا نعت میں لے نغمے کی بڑھی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
قدرت کی زباں بھی بول اٹھی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
کیا قلب و زباں پر قدرت تھی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
بے وحیِ الٰہی بات نہ کی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
تشکیل ہوئی تنظیم ہوئی ترتیب ہوئی تکمیل ہوئی
کیوں ختم نہ ہو پیغامبری سرکار دو عالم صلِ علیٰ
محبوب نہ تھا بندوں میں کوئی اللہ کے گھر میں تھی یہ کمی
کیا عبدِ واحد کی بات نبی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
کچھ عرش ہی پر موقوف نہ تھا معراج تھی تجھ کو فرش پہ بھی
معراج کی تجھ سے شان بڑی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
جو دینِ خدا کی دشمن تھی ہر بات پہ جس سے جنگ ہوئی
اِک دن وہی دنیا چیخ اٹھی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
دونوں پہ حکومت ہے تیری اجسام پہ بھی ارواح پہ بھی
بے اذن کسی نے سانس نہ لی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
اِک عمر کے قیدی چھوٹ گے سب کفر کے بندھن ٹوٹ گئے
تکبیر کی ایسی چوٹ پڑی سرکار دو عالم صلِ علیٰ
تلوار اٹھے یا دستِ دعا دونوں میں ہے شامل حق کی رضا
مسجد کی روش میدان میں بھی سرکار دو عالم صلِ علیٰ

ایثار نے تجھ سے درس لیا قدموں پہ گرے تسلیم و رضا
یہ حسن عمل کی شان رہی سرکار دو عالم صل علیٰ
انسان کی صف میں شامل بھی ادراک سے بالا منزل بھی
یہ سرِ خفی یہ نصِ جلی سرکار دو عالم صل علیٰ
تا عرش یہ نغمے جائیں گے سکانِ فلک دہرائیں گے
کہنے دو مجھے اے نجم ابھی سرکار دو عالم صل علیٰ

○

# نعت

## (11)

نمازِ درد دل پڑھنی ہے پیغمبرؐ کی مدحت سے
وضو کر اے شعورِ فکر شبنم کی لطافت سے
مئے حُب نبیؐ کو واسطہ ہے میری فطرت سے
وہ کوئی اور ہوں گے جن کو مل جاتی ہے قسمت سے
بنا کر حق نے سوئے مصطفیؐ دیکھا محبت سے
خوشا ذوقِ نظر صورت ملا دی اپنی صورت سے
مسلّم ہے خدا کی بے نیازی اس کو کیا کہیئے
جسے پیدا کیا اپنے تعارف کی ضرورت ہے
یہ وہ انسان اعظم ہے شکست فاش دی جس نے
حکومت کی محبت کو محبت کی حکومت سے
نگاہِ اہلِ ظاہر میں وہ اُمی تھا مگر ایسا
کتابِ زیست میں اصلاح دی ہے دستِ قدرت سے
ملا تختِ نبوت جب یتیمِ آلِ ہاشم کو
خدائی ہوگئی محکم اس انسانی ریاست سے
کیا آدم کو پیدا جس خدا نے اس کا کیا کہنا
مگر مجھ کو محبت ہے خدائے آدمیت سے
نگارستانِ ہستی کی فضا جس نے بدل ڈالی
بساطِ کافری جس نے اُلٹ دی دستِ ہمت سے

ازل کے دن سے جس کی انگلیاں ہیں نبضِ فطرت پر
مزاجِ زور و زر بدلا ہے جس نے علم و حکمت سے
بہت دولت لٹائی جس کے ہاتھوں نے غریبوں میں
مگر ہونے دیا دامن کو آلودہ نہ دولت سے
ضرورت ہی نہ رکھی پھر کسی مرسل کے آنے کی
سنایا اس نے خالق کا پیام ایسی فصاحت سے
حیاتِ جاوداں کی اس نے ہی تفسیر کی ورنہ
تعارف ہی کسے تھا دردِ دل کی قدر و قیمت سے
نہ تھا سجدہ کا موقف درجۂ محبوبیت پاکر
اُسے بھی ذوقِ سجدہ تھا مگر سجدہ کی قسمت سے
مسلمانو صلوٰۃ و صوم کا انجام کیا ہوگا
جو بیگانہ رہا دل مصرفِ مہرو محبت سے
جو عالم گیر پیغامِ اخوت لے کے آیا تھا
اُسی کی قوم ہے محروم احساسِ اُخوت سے

○

# نعت

(12)

حرا کا غار ہے فانوس کس شمعِ حقیقت کا
کہ ہر ذرّہ ہے سجدے میں نگارستانِ فطرت کا
فضا مخمور بھی ہے مست بھی ہے، منتظر بھی ہے
کہ پھر پہلو بدلنے کو ہے منظر اس کی قدرت کا
جواں یہ کون ہے شانوں پہ لٹکائے ہوئے گیسو
خلیلؑ اللہ کی صورت ستارہ کنجِ عزلت کا
اُبلنے ہی کو ہیں ہر سانس سے چشمے ہدایت کے
سمندر دل میں موجیں مارتا ہے علم و حکمت کا
تعمق کہہ رہا ہے فکر ہے تعمیرِ قومی کی
نگاہیں کہہ رہی ہیں اہل ہے تنظیمِ ملت کا
تفکر تبصرہ کرتا ہے انسانی خصائل پر
زہے عہدِ جوانی شغل ہے یہ کنجِ خلوت کا
جبیں کا نور چھپ سکتا نہیں گردِ یتیمی سے
تجمل منہ سے بول اُٹھتا ہے شایانِ ریاست کا
سراپا جوہرِ قابل فقط اب دیر ہے اتنی
کہ دستِ غیب سر پر تاج پہنادے رسالتؐ کا
ہوئی ہے خاتمے کی مہر اس کے نام نامی پر
یہی ہے وہ نگیں جو اہل تھا مہرِ نبوتؐ کا
نہ چھیڑو مبحثِ معراج روحانی و جسمانی
دکھاؤ آئینہ جویائے حق کو اس کی سیرت کا

وہ آیا تھا جہاں میں رحمتہ للعالمینؐ بن کر
جسے تم جسم سمجھے ہو یہ پردہ تھا شریعت کا
ظہور اس کا نہ تھا تقسیم ملک و مال کی خاطر
اُسے دنیا میں جوہر باٹنا تھا آدمیت کا
اُسے کرنا تھا رشتہ عبد کا معبود سے محکم
کہ اُس کو علم تھا انساں کی کمزوریِ فطرت کا
وہ اک نورِ مجسم تھا مگر اے ابن آدم سُن
تری سیرت بنانے کو اُٹھایا بار صورت کا
ہمیں اس فلسفے کے پیچ و خم سے تھا رہا کرنا
دکھانا تھا ہمیں اک راستہ سیدھی شریعت کا
بساطِ فقر موزوں ہو نہ ہو اس کے لیے لیکن
جتانا تھا اسے معیار دنیا کی حقیقت کا
غریبِ قوم بن کر بن گیا ڈھارس غریبوں کی
امیرِ خلق ہوکر بھیس بدلا اس نے غربت کا
مجاہد کردیا خونخوار خوں آشام قوموں کو
خدا کی راہ میں مصرف کیا اس نے شجاعت کا
نظر کے سامنے ہر وقت قانونِ الٰہی ہو
فریضہ رکھ دیا مسلم پہ قرآں کی تلاوت کا
وفا پیشہ غلاموں کو جگہ دی اپنے پہلو میں
دکھایا اس نے زینہ دین کی خدمت سے عظمت کا
اُسے قانونِ فطرت پر لگانا تھا خیالوں کو
کہ دنیا دیکھ لے اسلام ہے قانون فطرت کا
اُسے انسان کے اخلاق کی تکمیل کرنی تھی
علیؑ آفاق میں پہلا ثمر تھا اس کی محنت کا

○

# نعت

## (13)

محمدؐ کی حقیقت دونوں عالم کی رگِ جاں ہے
وہی مقصودِ خلقت ہے وہی مفہومِ انساں ہے

وہیں تک فکر پہنچے گی جہاں تک عقلِ انساں ہے
محمدؐ کو محمدؐ تک سمجھ لے کس کا امکاں ہے

خطابِ رحمتہ للعالمینؐ اُس کو ہی شایاں ہے
رسالت اسکا منصب ہے محبت اسکا احساں ہے

میانِ آب و گل تھا آدمی جب وہ پیمبر تھا
مشیت ہی میں تھا اسلام وہ جب سے مسلماں ہے

چراغِ طور روشن بھی ہوا گُل بھی ہوا لیکن
دلِ عارف میں ابتک اُس کے جلوہ سے چراغاں ہے

عبودیت کے پیکر میں وہ ہے روحِ خداوندی
فرشتے اب کہیں سمجھے ہیں کیا مفہومِ انساں ہے

خدا کے گھر میں اُس نے فقر کی مسند پہ شاہی کی
جہادِ زندگی میں کون ایسا مرد میداں ہے

اُسی نے خاک کے پتلوں کو چونکایا یہ سمجھا کر
کہ پیکر میں خدا کی اک امانت روحِ انساں ہے

وہ لایا صورتِ قرآں میں قانونِ حیات ایسا
کہ حیرت میں ہے منطق فلسفہ سردر گریباں ہے

جلالت کوئی دیکھے اُس یتیمِ آلِ ہاشم کی
رئیسِ محفلِ قدسی امیرِ بزمِ امکاں ہے

اُسی کی حق پناہی سے ہوا ہے دسترس اتنا
کہ آج افلاس کا ہاتھ اور دولت کا گریباں ہے

خود اپنا نور، نورِ بندگی، نورِ خداوندی
شب معراج اسکی غیرتِ صبح درخشاں ہے

نہ آتا کس طرح وہ رحمتہ للعالمیں بن کر
تبسم جس کا ہلکا سا بہارِ صد گلستاں ہے

محبت اُس کی دل میں داغ دل اُسکی محبت میں
چراغاں در چراغاں ہے بہاراں در بہاراں ہے

پیامِ درد اسکا عام ہے اس بزم ہستی میں
جو سہہ جائے وہ پتھر ہے تڑپ جائے تو انساں ہے

کیا تقویٰ کو شامل اس نے تہذیب و تمدن میں
یہ نعمت گر نہیں تو منعم و مزدور یکساں ہے

لیا ہے درس مرگ وزیست جس نے اسکی ہمت سے
اُسے جینا بھی آساں ہے اُسے مرنا بھی آساں ہے

دلیل اور اس سے بڑھکر ہوگی کیا ختمِ نبوت کی
وہی قانونِ فطرت ہے وہی آئینِ قرآں ہے

دیا تھا اُس نے وہ درسِ مساواتِ رواداری
کہ ہر اک قوم میں اب روح آزادی کی جولاں ہے

خدا کا نام لے کر ساری دنیا کے خلاف اٹھا
وہ پہلا رزم گاہِ حریت کا مردِ میداں ہے

اُسی خوانِ کرم کی ریزہ خوار اقوام عالم ہیں
اُسی کا اک عطیہ اشترا کی درود درماں ہے

بنالے وضع جواس کی مسلماں ہے وہ صورت میں
جو اُسکی راہ پر چلتا ہے اُسکا دل مسلماں ہے

کبھی قوسین نے بوسے دیئے تھے جس کے گوشوں کو
جو اُس دامن سے ہے لپٹا ہوا جنت بداماں ہے

جگہ اسلام نے کرلی خزاں آباد عالم میں
لہو اُس کے جگر گوشوںکا مفہوم بہاراں ہے

خدا بھی ایک ہے، قرآں بھی، قبلہ بھی، پیمبر بھی
قیامت ہے کہ پھر ملت کا شیرازہ پریشاں ہے

قدم آگے نہیں بڑھتے مقامِ جاں نثاری میں
زبانیں کہہ تو دیتی ہیں مدینہ کوئے جاناں ہے

غلط مصرف کیا ہے اُسکے فیضِ علم وحکمت کا
دلوں میں ہے اندھیرا اور آنکھونمیں چراغاں ہے

طلب یکساں ہے لیکن فرق یہ ہے رندوزاہد میں
کوئی عشق نبیؐ میں نالہ کش کوئی غزلخواں ہے

ہم اُس کا ذکر سن کر دیکھتے ہیں زندگی اپنی
وہ اب تک گنبد خضرا سے ملت کا نگہباں ہے

ہمیں جذبات کی پستی پہ ہے اب سوچنا واجب
جو فاراں کی بلندی سے اٹھا تھا یہ وہ طوفاں ہے

خبر کیا متصل تھا کسقدر وہ ذات واجب ہے
یہ سنتے ہیں کہ نام اُسکا سرِ فہرستِ امکاں ہے

بہت سے نفس بالا کردیئے عیش دو عالم سے
یہ عالم اُس نے جب دیکھا بہت انسان ارزاں ہے

دیا جس پُر خطر صحرا میں درسِ معرفت اُس نے
وہی تہذیب کا اخلاق کا پہلا دبستاں ہے

بھلا سکتے نہیں دل اُس کی تحریکِ اخوت کو
چراغ انسان کے احساس کا بیشک فراواں ہے

بہت حیران تھی دنیا اس اندازِ حکومت پر
کوئی قصرِ حکومت ہے نہ حاجب ہے نہ درباں ہے

بتایا قوم کو اُس کے سپہ سالارِ اعظم نے
بشر کی موت اسکی زندگی کی خود نگہباں ہے

ابھی انسان سمجھا ہی نہیں تجویز امن اُس کی
ابھی دنیا کے ہر اک موڑ پر طاقت رجز خواں ہے

اُسے یارب نہ ہو معلوم حالت عجم کے دل کے
غمِ اسلام کم ہے اور غمِ دنیا فراواں ہے

○

# نعت

## (14)

تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے
تھا ایک ہو کا عالم میں تھا نہ میری ہستی
بے رونقی نہ رونق ویرانہ تھا نہ بستی
گویائی، نے خموشی، ہشیاری تھی نہ مستی
تھا کفر اور نہ ایماں ناحق نہ حق پرستی
تو جب بھی جلوہ گر تھا اسے خوشنما ستارے
تاریک تھی سراپا جب تک فضائے عالم
تھی کائنات جب تک مصروف خوابِ محکم
تھی بحر و بر کی ہستی جب ایک لفظِ مبہم
ہابیل کا نہ غم تھا جب تک نصیبِ آدم
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے
تھے حسن و عشق پنہاں آئینہ تھا نہ حیراں
ساکن تھی بزمِ امکاں شہرت تھی اور نہ خواہاں
غم تھا نہ غم کے ساماں، شادی نہ اُس کا عنواں
دل تھا نہ دل کے ارماں، تھا درد اور نہ درماں
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے
جب خاک کے پریشاں ذرّے سمٹ رہے تھے
جب آب و گل کے خلعت روحوں کو بٹ رہے تھے
جب نقشبندِ قدرت کایا پلٹ رہے تھے
فطرت کی سادگی سے جب رنگ چھٹ رہے تھے
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے

جب گل فروشیوں کی مٹی نکھر رہی تھی
سو شکل سے زمیں کی دولت اُبھر رہی تھی
ترکیبِ عنصری کی دنیا سُدھر رہی تھی
اک اک ورق میں قدرت سو رنگ بھر رہی تھی
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے

تقسیمِ عام نے دی جب شمع کو خموشی
پروانہ کو بتائے آئینِ عشق کوشی
دی گل کو بے نیازی بلبل کو دل فروشی
تہذیب نے سکھائی جب ہم کو ستر پوشی
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے

آدم کی آنکھ نے جب دیکھیں تری ادائیں
طوفانِ نوحؑ میں تھیں جب مضطرب فضائیں
جب قوم عاد بگڑی اُلٹی چلیں ہوائیں
جب مصر کی زمیں پر نازل ہوئیں بلائیں
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے

مچھلی کے پیٹ میں تھا یونسؑ کا جب کہ مسکن
پہنچے جب آسماں پر ادریس اور سوزن
بہرِ خلیل جس دم آتش بنی تھی گلشن
ابن خلیل کی تھی جب زیرِ تیغ گردن
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے

داوٗد کا تھا نغمہ جب دل ہلانے والا
موسیٰ کو غش جب آیا جب ہوش نے سنبھالا

عیسیٰؑ کی قم کا تھا جب دنیا میں بول بلا
فاراں کی چوٹیوں پر جس دم ہُوا اُجالا
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے
کعبہ کو جب بچانے آیا خدا کا لشکر
اصنام کی خدائی جب تھی حرم کے اندر
میدانِ بدر میں جب چمکی تھی تیغِ حیدرؓ
بطحا کے چاند سے تھے جب دو جہاں منور
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے
تکمیل ہو رہی تھی انسانیت کی جس دن
اک سیل بہ رہی تھی نورانیت کی جس دن
نعمات بٹ رہی تھیں عرفانیت کی جس دن
بنیاد اُس نے رکھی وحدانیت کی جس دن
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے
ممنون صد تماشا ہے تیری زندگی بھی
کچھ رشک بھی ہے مجھ کو حیرت بھی بیخودی بھی
تیرے نصیب میں تھی رحمت کی یہ گھڑی بھی
اللہ تونے دیکھا وہ نورِ ایزدی بھی
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے
اے کاش میں بھی پاتا وہ وقت وہ زمانہ
مٹ کر بھی تجم بنتا میں خاکِ آستانہ
مثلِ اویسؓ ہوتا زندہ مرا فسانہ
پھر دل سے کیوں نکلتا یہ دل شکن ترانہ
تو جب بھی جلوہ گر تھا اے خوشنما ستارے

O

# نعتِ فارسی

## (تضمین بر اشعار حضرت تمنّا سندیلوی مرحوم)

## (15)

اے نورِ چراغِ آفرینش     اے روحِ نفاخِ آفرینش
اے نازِ و ماغِ آفرینش     اے صدرِ اوتاغِ افرینش
اوّلِ گُلِ باغِ آفرینش

منشائے محبت تو باشد     مقصودِ حکایت تو باشد
موضوعِ نبوتؐ تو باشد     تبلیغِ رسالتؐ تو باشد
مفہومِ بلاغِ آفرینش

از روئے تو صبح یافت تنویر     و ز زلفِ تو شب نمودہ تحریر
تو جاں مصوری بہ تصویر     از شمعِ رُخِ تو دستِ تقدیر
بر کرو چراغِ آفرینش

یک صحبتِ مختصر نہ بودے     ایں شام کجا سحر نہ بودے
ما ہیچ و زما خبر نہ بودے     مقصود توئی دگر نہ بودے
گم گشتہِ سراغِ آفرینش

نظم تو نظامِ اہل دانش     آئین تو لایقِ پرستش
فکر تو پناہ سعی و کوشش     شرع تو فروغِ چشمِ بینش
دینِ تو فراغِ آفرینش

سرمست جمالِ حسنِ فطرت     مخمور کمالِ صنع و حکمت
اے در نگہے یمِ محبت     از صافیِ بادۂ ولایت
در نشہِ دماغِ آفرینش

چارہ گرِ دردِ صورتِ تُست     درمان مرضِ حکایتِ تُست
ایں امن و سکون بدولت تست     قربان توام کہ رحمتِ تُست
مرہم نہِ داغِ آفرینش

○

# نعت

## (16)

کیا کام کیا فکر نے مدحِ نبویؐ میں — اور آگ لگادی ہے مری تشنہ لبی میں
وصلِ ابدی میں ہے نہ سحرِ ازلی میں — احساس جو ہے عشقِ محمدؐ کی خودی میں
آزاد ہوں میں وسعتِ عشقِ نبویؐ میں — الجھے ہوئے ہیں تنگ نظر بولہبی میں
یہ نام محمدؐ یہ اندھیرے کا اُجالا — سرنامۂ آیات ہے آیاتِ جلی میں
صدقے صنم ہند و صنا دیدِ عجم ہیں — اللہ کی قدرت ہے لباسِ عربی میں
اک فیصلہ کن شان سے بھیجا ہے خدا نے — قرآن بھی تلوار بھی ہے دستِ قوی میں
مذموم تمدن کے صنم توڑے ہیں اس نے — اک اور اضافہ یہ کیا بت شکنی میں
تکوینی ہے علم اس کا جو کہلاتا ہے امّی — یہ بات نہ آئے گی کبھی ذہنِ غبی میں
اک نقطۂ توحید سے ہے ربطِ دو عالم — کونین سے آگے ہے وہ اس نکتہ رسی میں
کیا ہوتا ہے مافوقِ بشر سوچ رہا ہوں — شامل وہ نہیں سہو وخطاے بشری میں
تفریق پہ کس نے مجھے مامور کیا ہے — کیوں فرق کروں عشقِ خدا عشقِ نبیؐ میں
خالق کی مشیت پہ بھی کر ہی لیا قبضہ — کیا آگئی انسان خدا ساز کے جی میں

اے نجم میں ہوں شاعرِ دربارِ رسالتؐ
کیا شک ہے کسی کو مری تصویر کشی میں

○